کتابخانہ میر محمد اسحاق صاحب حیدرآباد

رجسٹرڈ ایل نمبر ۲۲۹۶

هُوَ الَّذِیْ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰی وَدِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْهِرَهٗ عَلَی الدِّیْنِ کُلِّهٖ

بدر

قادیان

تاریخہائے اشاعت ہر انگریزی ماہ کی ۷، ۱۴، ۲۱، ۲۸

جلد ۲۱ | قادیان دارالامان مورخہ ۳۰ ربیع الثانی ۱۳۵۵ھ مطابق ۲۱ جولائی ۱۹۳۶ء | نمبر ۱۵

Digitized by Khilafat Library Rabwah

سلسلہ کی خبریں!

(۱) سیدنا خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ کے متعلق دو ہر مراسلہ سے آمدہ اطلاع مظہر ہے کہ حضور کی طبیعت نسبتاً اچھی ہے لیکن ابھی صحت کامل نہیں ہوئی۔ احباب دعا فرماویں کہ اللہ تعالیٰ حضور کو صحت و سلامتی عطاء فرماوے۔ آمین

(۲) خاکسار ایڈیٹر کی اہلیہ کچھ عرصہ سے علیل ہے۔ اور کمزوری بڑھتی جاتی ہے۔ احباب دردِ دل سے ان کی صحت کامل اور سلامتی کیلئے دعا فرما کر عنداللہ ماجور ہوں اور خاکسار کو ممنون فرماویں۔

(۳) قریباً ہر روز بارش ہو جاتی ہے۔ جس سے موسم خوشگوار ہے اور گرمی کی چنداں تکلیف نہیں رہی۔ الحمد للہ

(۴) **پھر اطلاع دی جاتی ہے** کہ بقایا داران وی پی واپس کنندگان اور دیگر خریدار جن کے چندہ ۳۰ جون کو ختم ہو چکے ہیں۔ اپنا اپنا بقایا اور چندہ بذریعہ منی آرڈر یا بوساطت محاسب صاحب قادیان ارسال فرماویں۔ ورنہ سب کے نام پھر وی پی جاری ہونگے۔ مطلع رہیں۔

نذرِ کوکب

(از خاکسار "احسن اسمٰعیل" صدیقی گوجرہ)

دنیا کے بدلے حق نہ چھپائیں تو کیا کریں
روٹی کی کشمکش نے یہ کھولا ہے راستہ

حق کو یہ مان لیں تو پھر "حلوا" کسے نصیب؟
مسلم تو ہیں۔ مگر یہ حقیقت سے دُور ہیں

باہر جو "گل کھلائیں" تو دنیا ہے دیکھتی
کوکبِ امام وقت کو یہ جانتے ہیں خوب

قرآں تو میرزا کی صداقت کا ہے گواہ
اِک زندگی کا راز ہیں دنیا کی لذتیں

انگلیسیوں سے دوستی کی ایک چال ہے
مسلم کا آج حالِ زبوں دیکھ دیکھ کر،

احسن پھر رنگے درد سے۔ دل میں کب تلک،
سر راہ دیں میں اب نہ کٹائیں تو کیا کریں؟

یوں[1] پیٹ بھر کے آگ نہ کھائیں تو کیا کریں؟
فاقہ کشی سے جاں نہ بچائیں تو کیا کریں؟

سچ کو یہ جھوٹ سے نہ ملائیں تو کیا کریں؟
اب ہر طرف سے زک نہ اٹھائیں تو کیا کریں؟

مسجد میں داؤ بھی نہ لگائیں تو کیا کریں؟
لیکن یہ دوسروں کو بتائیں تو کیا کریں؟

قرآں کو دیکھ بھال کے آئیں تو کیا کریں؟
یادِ خدا میں دل کو لگائیں تو کیا کریں؟

عیسےٰ[2] کو چرخ پر نہ بٹھائیں تو کیا کریں؟
خود روئیں آپ کو نہ رلائیں تو کیا کریں؟

---

[1] ما یاکلون فی بطونھم الا النار (القرآن الحکیم) [2] انگریز

Digitized by Khilafat Library Rabwah

وصیتیں

نمبر ۴۵۸۸ منکہ عبدالعظیم ولد ملک میر محمد خان صاحب قوم ککے زئی پٹھان پیشہ ملازمت عمر تقریباً ۲۶ سال تاریخ بیعت ۱۹۲۹ء ساکن نوشہرہ ککے زئیاں ڈاکخانہ خاص تحصیل پسرور ضلع سیالکوٹ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۷ رجون ۳۶ء حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔

میری جائداد اس وقت حسب ذیل ہے۔ تین مکان مبلغ تین سو روپیہ میں میرے پاس رہن ہیں۔ اور تین سو چالیس روپے نقد میرے پاس ہیں اس کے علاوہ میری ماہوار آمد مبلغ پندرہ روپے ہے میں اس کا دسواں حصہ باقاعدہ ماہوار داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہوں گا۔ میرے مرنے پر جس قدر میرا متروکہ ثابت ہو۔ اس کے بھی دسویں حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ /۳۴ روپیہ کا دسواں حصہ میں اسی وقت داخل خزانہ کرتا ہوں ÷

العبد۔ عبدالعظیم بقلم خود نائب محرر دارالقضاء قادیان ۲۷/۶/۳۶

گواہ شد۔ عبدالمجید عاجز مجلد دارالعلوم قادیان دارالامان۔

گواہ شد۔ ابوالعطاء الجالندھری قادیان۔

نمبر ۴۵۸۷ منکہ اللہ بخش خان غازی ولد محمد خان صاحب قوم بلوچ چانڈیہ پیشہ ملازمت عمر چالیس سال تقریباً تاریخ بیعت فروری ۱۹۳۳ء ساکن ہیرو غربی ڈاکخانہ تونسہ شریف تحصیل سنگھڑ ضلع ڈیرہ غازیخان بقائمی ہوش و حواش بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ یکم جون ۱۹۳۶ء حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔

میری اس وقت حسب ذیل جائداد ہے۔

(۱) سکنی مکانات جو میرے برادر حقیقی مسمی احمد خان کے ساتھ مشترک ہے۔ جن سے میں نصف کا حصہ دار ہوں۔ میرا حصہ تقریباً ایک کنال کے برابر ہوگا۔ اور دو مکان مسقف

(۲) ایک قطعہ مکان بیٹھک جس کے میں نصف حصہ کا حقدار ہوں۔ اور جو رقبہ میں میرے اندازہ کے مطابق دس مرلہ کے قریب ہوگی۔

(۳) اراضی زرعی قیمتی اندازاً مبلغ /۵۰۰ روپیہ اس سب جائداد غیر منقولہ کی مجموعی قیمت مبلغ /۹۰۰ روپیہ تقریباً ہوتی ہے۔ لیکن میرا گذارہ صرف اس جائداد مذکورہ بالا پر نہیں بلکہ ماہوار آمد پر ہے۔ جو کہ اس وقت مبلغ پچاس روپے ماہوار ہے۔ میں تا زیست اپنی ماہوار آمد کا ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہوں گا۔ اور یہ بھی بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان وصیت کرتا ہوں کہ میری جو جائداد بوقت وفات ثابت ہو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ اور اگر میں کوئی روپیہ ایسی جائداد کی قیمت کے طور پر داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کر دوں تو اس قدر روپیہ اس کی قیمت سے منہا کر دیا جائیگا۔

العبد۔ اللہ بخش خان غازی ورنیکلر ٹیچر گورنمنٹ ہائی سکول جام پور ضلع ڈیرہ غازیخان۔

گواہ شد۔ محمد یار احمدی ولد سردار غلام حیدر خان سکنہ بستی بزدار خان ملازم جام پور۔

گواہ شد۔ عبدالمالک تحصیلدار جام پور۔

گواہ شد۔ چوہدری محمد شریف مولوی فاضل مبلغ سلسلہ عالیہ احمدیہ۔

نمبر ۴۵۸۵ منکہ خدا بخش ولد نور محمد قوم ارائیں پیشہ ملازمت عمر ۶۰ سال تاریخ بیعت ۱۸۸۹ء یا ۱۸۸۹ء ساکن بھاگوارائیں ڈاکخانہ سلطان پور ضلع ریاست کپورتھلہ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج مورخہ ۱۳ راپریل ۱۹۳۶ء حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔

میری پنشن ماہوار مبلغ دس روپے ہے جس میں سے مبلغ چار روپے قرضہ بنک میں وضع ہوتے ہیں۔ اور چھ روپے مجھے ملتے ہیں۔ اور دفتر سنڈیکیٹ صدر انجمن احمدیہ قادیان میں کام کرتا ہوں۔ تنخواہ کا ابھی پتہ نہیں۔ کہ کیا مقرر ہوگی۔ اور میری زرعی اراضی تخمیناً چھ گھماؤں ہیں۔ جو ساڑھے ۳۲ روپے میں رہن ہے۔ جو قیمتی بحساب بازاری قیمت کے الماک ؍؍ کی ہے۔ اور ایک کوٹھہ خام قیمتی مبلغ یکصد روپیہ مع صحن ہے۔ جس کا حدود اربعہ یہ ÷

شمال اراضی زرعی ملکیت فضلا ولد پیر بخش حاجی۔ جنوب مکان نعمت علی نمبردار۔ شرق مکان مولوی خیرالدین۔ غرب مکان محمدا ولد امام دین وگلی۔ اس مکان میں میرا چہارم حصہ ہے۔ اراضی زرعی و سکنی دیگر برادران حقیقی کے ساتھ مشترک ہے کل اراضی زرعی کا غذات مال میں تخمیناً ۱۱۰ گھماؤں جدی ہے جسمیں میرا ۱/۲ حصہ ہے اور کل آبادی جس میں میرا حصہ ہے تخمیناً آٹھ مرلہ ہے جس میں میں ۱/۲ حصہ کا مالک ہوں۔ اب بقائمی ہوش و حواس خمسہ اپنے حصہ کی جائداد سے دسویں حصہ کی وصیت بنام صدر انجمن احمدیہ قادیان کرکے اقرار کرتا ہوں۔ کہ میرے مرنے کے بعد صدر انجمن احمدیہ قادیان مثل مظہر دسویں حصہ کی مالک کامل ہوگی۔ اسکو ہر طرح اختیار ہوگا۔ کہ مشترکہ رکھے یا علیحدہ کرے۔ حصہ موصیت شدہ پر میرے ورثاء کو کسی قسم کا کوئی حق نہ ہوگا۔ اور آمدنی کے دسویں حصہ کی بھی وصیت بنام صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں جو ماہ بماہ و فصل بہ فصل صدر انجمن احمدیہ کو ادا کرتا رہوں گا۔ چند کلمہ بطور وصیت لکھدیتا ہوں کہ سند رہے۔

العبد۔ خدا بخش کارکن دفتر سنڈیکیٹ صدر انجمن احمدیہ قادیان

گواہ شد۔ عبدالرحمن ولد مولوی محمد حسین قوم ارائیں سکنہ آلو پور تحصیل سلطان پور کپورتھلہ ÷ گواہ شد

حکیم عطاء محمد بقلم خود قادیان ÷

Digitized by Khilafat Library Rabwah

سر اقبال۔ ابوالکلام آزاد۔ سلیمان ندوی۔ مفتی محمد عبدہٗ

رشید رضا مصری کے متعلق الفقیہ امرتسر کا فتوے

محمد دین صاحب بانی حزب الاحناف ہند لاہور نے مندرجہ ذیل مضمون اخبار الفقیہ امرتسر مورخہ ۷ر جولائی سنہ ۳۶ء میں مندرجہ عنوان حضرات کے متعلق ایک احمدی کے اشتہار کے جواب میں لکھ کر شائع کیا ہے جسمیں ان پانچوں علماء ہم کو حنفیت سے خارج کر کے اپنا پیچھا چھڑایا ہے۔ یہ مضمون ناظرین کی واقفیت کیلئے بلفظہٖ نقل کیا جاتا ہے

"غلام نبی مسلم بی۔ اے کے اشتہار کا جواب"

"عرصہ تین روز کا ہوا۔ کہ ایک اشتہار کسی غلام نبی مسلم بی۔ اے احمدی سکرٹری مولوی محمد علی امیر جماعت لاہوری کی طرف سے حضرت مولانا غلام مرشد صاحب کی حمایت میں شائع ہوا۔ جس کا عنوان مولانا کفایت اللہ اور مولانا حسین احمد مدنی۔ مولانا احمد علی وغیرہم علمائے کرام سے استفتا تھا۔ اس اشتہار میں غلام نبی مسلم بی۔ اے نے یہ دریافت کیا ہے کہ اگر مولانا غلام مرشد صاحب حیات مسیح کے انکار سے ملحد اور زندیق ہیں۔ تو کیا ڈاکٹر محمد اقبال جو انجمن حمایت اسلام لاہور کے صدر ہیں۔ انہوں نے بھی تو اپنے بیان میں جو مئی سنہ ۳۵ء کے پہلے عشرہ میں شائع کیا ہے۔ مسیح کے نزول کو ایک مجوسی اور یہودی کا خیال قرار دیا ہے۔ نیز کسی آنے والے مسیح کے انتظار کو بھی مجوسیانہ خیال قرار دیا ہے۔ ڈاکٹر صاحب کے علاوہ مولانا ابوالکلام آزاد۔ سید سلیمان ندوی۔ مفتی محمد عبدہٗ مصری اور ان کے بیٹے رشید رضا وغیرہ کا بھی یہی عقیدہ ہے۔ ان کی بابت کیا فتویٰ ہے؟

میں جناب غلام نبی صاحب مسلم بی۔ اے سے دریافت کرتا ہوں۔ کہ کیا ڈاکٹر سر محمد اقبال کا نام علماء دین میں شمار ہے؟ وہ کس درس سے فارغ ہو کر علوم مذہبی کا سرٹیفکیٹ حاصل کر چکے ہیں؟ وہ ایک فلسفی شاعر تو ضرور ہیں لیکن علم دینیات سے دور کا واسطہ بھی نہیں رکھتے۔ جب کبھی ان سے ملنے کا اتفاق ہوا۔ اور ان سے کوئی دین کی بات دریافت کی گئی تو انہوں نے صاف انکار کر دیا۔ اور فرمایا کہ میں کوئی عالم دین نہیں ہوں۔ لہٰذا اگر ڈاکٹر صاحب نے حیات مسیح کو یہودی اور مجوسی کا عقیدہ کہا ہے تو کسی کے بہکانے سے ایسا کہا ہے وہ علوم قرآن و حدیث اور فقہ و اصول وغیرہ سے بہت کم واقفیت رکھتے ہیں اس لئے ان کی بات مسائل مذہبی میں حجت نہیں ہو سکتی۔

رہے مولانا ابوالکلام آزاد۔ وہ پہلے ہی آزاد ہیں۔ ان کا اپنا عقیدہ مسیح کی نسبت اخبار "الہلال" ۲۴ر ستمبر سنہ ۱۹۱۳ء صفحہ ۲۳ کے مضمون قصص القرآن کی سطر ملاحظہ ہو۔ وہ تحریر فرماتے ہیں۔ کہ "مسیح ناصری کا تذکرہ بیکار ہے۔ وہ شریعت موسوی کا ایک مصلح تھا۔ پر خود صاحب شریعت نہ تھا۔ ان کی مثال ان مجددین ملت قدیمہ اسلامیہ کی تھی۔ جن کا حسب الارشاد صادق و مصدوق تاریخ اسلام میں ہمیشہ ظہور ہوتا رہا۔ وہ کوئی شریعت نہیں لایا۔ اس کے پاس کوئی قانون نہ تھا"۔ وہ اپنی تفسیر کی جلد اول پارہ سوم میں حضرت ابراہیم علےٰ نبینا و علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذکر تحت آیۃ فخذ اربعۃ من الطیر الآیۃ میں لکھتا ہے۔ "کہ ابراہیم علیہ السلام کو جانوروں کے ذبح کرنے کا نہیں بلکہ صرف ہلا دینے کا حکم دیا تھا۔ کہ ان کو ہلا لو وہ تمہارے پاس آ جائیں گے"۔ حالانکہ مدعا یہ ہے کہ جانوروں کو ذبح کر کے ان کے گوشت کی بوٹیاں بنا کر آپس میں ملا دو۔ پھر وہ ملا ہوا گوشت مختلف پہاڑیوں پر رکھ دو۔ پھر ان کو بلاؤ۔ تو وہ تمہارے پاس اپنی اصلی زندگی کی حالت میں آ جائیں گے۔ یہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا ایک معجزہ تھا۔ مگر جناب آزاد صاحب نے کمال آزادی سے اپنی ابوالکلامی کے سہارا پر خداوند کریم قادر مطلق کے اس پر قادر ہونے سے انکار کر دیا۔ نعوذ باللہ من ذالک۔

یہی حال مولانا سلیمان ندوی کا ہے۔ انہوں نے سیرت نبوی میں معراج جسمانی وغیرہ معجزات سے صاف انکار کیا ہے۔ یہ پہلے ہی معتزلی اور نیچری عقیدہ رکھتے ہیں۔ باقی رہے مفتی محمد عبدہٗ مرحوم مصری ان کی نسبت لکھا ہے کہ وہ اور ان کے بیٹے رشید رضا بھی نزول مسیح کے قائل نہیں تھے۔ اول تو مصر کی عام آزادی ہمیں ان کے کلام کو حجت تسلیم کرنے پر مجبور نہیں کرتی۔ کیونکہ وہ ایک ادیب عالم تھے جہاں ڈاڑھی رکھنے والے کو یہودی سمجھا جاتا ہے۔ پھر جس ملک میں ڈاڑھی رکھنا یہودیت کی نشانی سمجھا جاتا ہے وہاں کے مذہبی معتقدات کا کیا کہنا۔ جو لوگ مصر سے پھر آئے ہیں۔ وہ کہتے ہیں۔ کہ وہاں کے شراب خانوں کے دروازوں پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

لکھا ہُوا ہوتا ہے۔ واعتصموا بحبل اللہ جمیعًا۔ باوجودیکہ مالکان شراب خانہ حاجی ہوتے ہیں۔ کیا ایسے مقامات کے مفتی بھی ہمارے مذہبی رہنما ہو سکتے ہیں؟ ہرگز نہیں۔

میرا خیال ہے۔ کہ یہ چند سطور غلام نبی صاحب مسلم بی۔ اے احمدی کی ہدایت کے لئے جواباً کافی ہوں گے۔ بی۔ اے صاحب کو چاہیئے۔ کہ اس میدان میں ذرا سمجھ کر قدم رکھیں۔

سر محمد اقبال۔ ابوالکلام آزاد۔ سلیمان ندوی اور رشید رضا وغیرہ صاحبان میں سے اگر کسی کو جرأت تکلم ہے۔ تو ان کو میدان میں لاؤ۔ حنفی علمائے بریلوی علمائے دیوبندی اور علمائے اہلحدیث تینوں جماعتیں ان کی تسلی کرنے کو تیار ہیں۔ اگر آپ میں بھی جرأت ایمانی ہے۔ تو فوراً یہ چیلنج منظور کیجئے۔

(وما علینا الا البلاغ)"

دانتوں کی امراض اور ان کا بہترین علاج

پائیریا بکس

اس بکس میں تین قسم کی ادویات روانہ کی جاتی ہیں۔ مسوڑوں سے خون آتا ہو۔ پیپ پڑ گئی ہو۔ مسوڑے پھولتے ہوں۔ درد کرتے ہوں۔ کیڑا یا ماس خورہ لگ چکا ہو۔ پانی گرم ٹھنڈا لگتا ہو۔ تو مندرجہ ذیل ادویات منگوا کر اس موذی مرض کا جلدی علاج کریں۔ ورنہ عام طور پر دیکھا گیا ہے کہ اس مرض کے بڑھنے سے مریض سینکڑوں بیماریوں کا سیر گاہ بن جاتا ہے۔ انسان کو صحت کے قائم رکھنے کے لئے اکثر کھانے پینے کی ضرورت پیش آتی مسوڑوں کا خون اور ایسے خراب مادے مسوڑوں سے نکل کر معدہ میں جاتے رہتے ہیں۔ جن کا اثر انسانی صحت پر خراب پڑتا ہے۔ ادویات حسب ذیل کیمیکل پائیرس پوڈر۔ کیمیکل پائیرس لوشن۔ امریکس پائیرس پلز

یہ گولیاں کھانے کے لئے دی جاتی ہیں جن کا اثر خاص طور پر مسوڑوں کے جراثیم پر ہوتا ہے جو مرض پائیریا پیدا کرتے ہیں یہ ترکیب استعمال ہمراہ ہوگا۔ مجموعی قیمت ۱۲ عہ علاوہ محصول ڈاک۔

نیز کمزوری سینہ کی دوائی ۲۱ روز کے لئے مفت دی جاتی ہے۔ اس سے دائمی نزلہ اور دانتوں کی خرابی کی وجہ سے پیدا ہونے والی امراض دور ہوتی ہیں۔

(خاکسار۔ فقیر احمد خان احمدی حکیم حاذق ماہر امراض دندان جالندھر چھاؤنی (پنجاب)

بے روزگاری

ہندوستان کے تعلیم یافتہ طبقے میں بے کاری کی ایک نہایت اندوہناک مثال منصۂ شہود پر آئی ہے۔ لیجسلیٹو اسمبلی کے واچ اینڈ وارڈ آفس کے لئے ایک سینئر اسسٹنٹ کی ضرورت تھی۔ جس کی تنخواہ کا گریڈ ۸۰ تا ۲۰۰ روپے ہے۔ اس آسامی کے لئے امیدواروں کی درخواستیں طلب کی گئیں۔ قارئین کرام یہ سُن کر حیران ہوں گے کہ ۸۰ روپے کی اس آسامی کے لئے ہندوستان کے طول و عرض سے تین ہزار پانچ سو امیدواروں کی درخواستیں موصول ہو چکی ہیں۔ درخواستیں پہنچنے کی آخری تاریخ ۲۵ر جولائی ہے۔ اب تک اتنی تعداد میں درخواستیں پہنچ چکی ہیں۔ اور ابھی نہ معلوم ۲۵ر جولائی تک کتنی درخواستیں اور موصول ہونگی۔ یہ حالت ہے ملک کے اعلےٰ تعلیم یافتہ طبقہ میں بے روزگاری کی۔ اور ادنےٰ درجہ کے تعلیم یافتہ طبقہ میں بے روزگاری کی حالت کا اندازہ اسی سے کر لیجئے۔ ہمارے خیال میں اب وقت آگیا ہے۔ کہ حکومت اس مسئلہ کی طرف سنجیدگی سے توجہ کرے۔ تعلیم یافتہ طبقہ میں بے کاری ملک کے ہونہار نوجوانوں کو بددل کرنے کا موجب ہوتی ہے جو بسا اوقات کے ذرائع کی عدم موجودگی سے تنگ آکر خلاف قانون حرکات کرنے پر اتر آتے ہیں۔ ملک کی سیاسی ہلچل میں جتنے تعلیم یافتہ نوجوانوں کو تشدد آمیز جرائم کی علت میں گرفتار کیا گیا ان میں سے بیشتر حصہ ایسے نوجوانوں کا تھا۔ جن کا کوئی ذریعہ معاش نہ تھا۔ اس لئے ملک کے نوجوانوں کو گمراہی سے بچانے اور ملک کا امن قائم رکھنے کے لئے یہ نہایت ضروری ہے۔ کہ حکومت بے روزگاری کو کم کرنے کی تجاویز پر سنجیدگی سے غور کرے۔

شاہ نجاشی کی تقریر

۳۰ر جون کو مجلس اقوام کے کھُلے اجلاس میں شاہ نجاشی نے جو تقریر کی ایسی زوردار تقریر غالباً مجلس اقوام کے ہال میں آج تک نہیں کیگئی۔ جہاں تک حبشہ کے متعلق اٹلی کے غاصبانہ رویہ۔

..... مجلس

اقوام کی چشم پوشی اور دوربین اقوام کی منافقانہ کارروائیوں کا تعلق ہے۔ بلا خوفِ تردید کہا جا سکتا ہے کہ شاہ نجاشی نے اپنی تقریر میں ان تمام امور کو پوری طرح ثابت کر دکھایا ہے۔ اٹلی کے ظالمانہ رویہ کے بارے میں آپ نے فرمایا کہ

"یہ اٹلی کے ہوائی جہازوں نے نہتے شہریوں پر بم باری۔ لڑنے والے سپاہیوں پر زہریلی گیس۔ یہاں تک کہ پانی میں زہر ملانے کے جو خلاف انسانیت اور شرمناک مظالم کئے ہیں۔ ان کے چشم دید گواہ کے طور پر میں خود موجود ہوں جس نے اٹلی والوں کو یہ بے پناہ مظالم توڑتے ہوئے اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے۔" مجلس اقوام کے بزدلانہ رویہ کے متعلق آپ نے اظہار خیال کرتے ہوئے فرمایا کہ "لیگ کی طرف سے مجھے یقین دلایا گیا کہ حملہ آور کبھی کامیاب نہ ہوگا۔ اور میں نے لیگ کے اس وعدہ پر اعتماد کیا۔ لیکن افسوس کہ لیگ کی طرف سے کوئی کارروائی نہ کی گئی۔ لیگ کے ممبران نے اسبارے میں جس منافقانہ طرزِ عمل کا ثبوت دیا اس کا ثبوت آپ کے مندرجہ الفاظ ہیں۔ آپ نے فرمایا "تین یورپین ممالک نے اٹلی کے خلاف تعزیرات میں حصہ ہی نہ لیا اور جن ممالک نے لیگ کے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

دیانندی مشن

قادیان کے آریہ لالہ ملاوامل جی سے شہادت حقہ کا مطالبہ

اور ضمناً قادیان کے موجودہ ہندو آریہ اصحاب گواہ درگواہ

افتراء لعنت ہے اور ہر مفتری ملعون ہے ٭ پھر لعیں وہ بھی ہے جو صادق سے رکھتا ہے نقار
اِک زماں کے بعد اب آئی ہے یہ ٹھنڈی ہوا ٭ پھر خدا جانے کہ کب آویں یہ دن اور یہ بہار

(مسیح موعودؑ)

اس میں شک نہیں کہ دنیا میں لاکھوں کروڑوں روپیہ کے مقدمات کے انفصال اور لاکھوں بنی نوع انسان کی زندگی کا انحصار سچی گواہی پر ہے۔ اگر لوگ سچی گواہی کو اخفا کرنے کے عادی بن جاویں۔ تو دنیا آرام اور سکھ کی جگہ نہ رہے۔ اور ظلم وستم کا دور دورہ ہو کر سچے جھوٹے اور جھوٹے سچے قرار پا جاویں۔ درحقیقت سچی گواہی کو چھپانا بدترین گناہوں اور جرائم میں سے نمبر اول پر واقع ہے۔ خاکسار نے حضرت مسیح موعودؑ کی حین حیات میں ۱۹۰۴ء میں عالی جناب لالہ ملاوامل جی آنجہانی سے اس بات کی گواہی کا مطالبہ اپنی کتاب اختیار الاسلام میں کیا تھا۔ کہ حضرت اقدس علیہ السلام جو بار بار انہیں اپنے صدہا نشانات کے لئے رؤیت کے گواہ قرار دیتے ہیں۔ وہ ان نشانات اور معجزات کا بذریعہ قسم انکار کریں۔ یا اقرار کریں۔ کیونکہ ان کے اقرار اور انکار پر لاکھوں کروڑوں انسانوں کی دین و دنیا کی بھلائی کا انحصار ہے۔ مگر افسوس ہر دو اصحاب نامبردہ نے سچی گواہی کے اظہار سے احتراز ہی کیا۔ حتےٰ کہ لالہ شرمپت جی تو رہگرائے عالم بقاء ہو گئے لیکن لالہ ملاوامل جی حکیم کو کسی خاص مصلحت کے ماتحت اللہ جل شانہٗ نے صدہا نشانات الٰہیہ کا زندہ گواہ قائم رکھا ہوا ہے۔ مگر چونکہ ہم میں سے ہر ایک کے لئے ضرور موت مقدر ہے جس سے کسی کو گریز نہیں۔ اس لئے ہم نے فاروق ۲۱/۲۸ مئی ۱۹۳۶ء میں دوسری مرتبہ لالہ ملاوامل جی کو پبلک میں لاکر ان سے اس عظیم الشان گواہی کا مطالبہ کیا۔ جس پر آنے والی بھولی بھالی نسلوں کی نیکی بدی کا دارومدار ہے۔ مگر افسوس کہ لالہ جی نے کسی خاص مصلحت کے ماتحت سچی گواہی کے اظہار سے حسب معمول احتراز ہی کیا اور کر رہے ہیں۔ یہ دنیا گذشتنی اور گذاشتنی ہے کسی شخص یا قوم نے اگلے جہاں میں ہمارے ساتھ نہیں جانا۔ اس لئے میں اور پبلک ہر وقت چشم براہ ہے کہ لالہ جی اپنے بچے اور بچے کے بچوں کے سر پر ہاتھ رکھ کر گواہی دیں۔ کہ مرزا صاحب قادیانی جو لالہ صاحب کو اپنے صدہا نشانوں کے رؤیت کے گواہ ٹھہراتے ہیں۔ آیا وہ نشانات کے گواہ ہیں یا نہیں۔ آیا انہوں نے نشانات دیکھے ہیں۔ یا ان کے نزدیک کوئی نشان پورا نہیں ہوا۔

لالہ ملاوامل جی کیوں سچی گواہی سے احتراز کرتے ہیں

چونکہ لالہ جی نے خود دیکھ لیا۔ کہ پنڈت لیکھرام جی پشاوری اور مولوی غلام دستگیر صاحب قصوری اور مولوی محی الدین صاحب مسکنہ لکھو کے مولوی چراغ دین صاحب مسکنہ جموں۔ ڈاکٹر ڈوئی صاحب شکاگو امریکہ۔ مولوی سعد اللہ صاحب نومسلم لدھانوی وغیرہم نے حضرت کرشن اوتار مسیح موعود مہدی معہود قادیانی پر بددعا کر کے اپنا اور اپنے بال بچوں کا ناش کرالیا۔ اور خدائے قہار کے غضب سے اپنے تئیں ہلاک کر ڈالا۔ اس لئے وہ ہرگز جرأت نہیں کرتے۔ اور نہ کرینگے۔ کہ وہ قسم کھا کر یہ کہہ سکیں۔ کہ انہوں نے حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کا کوئی نشان اور معجزہ نہیں دیکھا۔ اور یہ کہ مرزا صاحب موصوف نے ناحق انہیں گواہ قرار دیا ہوا ہے۔ مگر اپنی حق پوشی اور سکوت سے آئندہ نسلوں کا بوجھ اپنی گور گردن پر اٹھائے لے جاتے ہیں۔

مطالبہ شہادت کی غرض

بات صاف ہے کہ ہر ایک انسان نے مرنا ہے اور لالہ صاحب بھی اس سے بچ نہیں سکتے۔ اس لئے ہم نئی ہندو آریہ آبادی قادیان اور بیرونجات کو اس امر کا گواہ در گواہ رکھنا چاہتے ہیں۔ کہ انہوں نے خود دیکھ بھال لیا اور لالہ صاحب موصوف سے پوچھ پاچھ لیا ورنہ آج پوچھ لیں۔ کہ لالہ جی فی الواقعہ حضرت کرشنؑ اوتار قادیانی کے صدہا نشانات کے زندہ گواہ ہیں۔ اور ان سے انکار نہیں کر سکتے۔ اس طریق سے آئندہ پچاس ساٹھ سال کے بعد کی نسلوں کو بتا سکیں گے۔ کہ بارہا جلوت اور خلوت میں لالہ ملاوامل جی سے مطالبہ شہادت حقہ کا کیا گیا تھا۔ مگر لالہ صاحب موصوف نے ان نشانوں کے گواہ ہونے سے انکار نہیں کیا تھا۔ اور اگر انکار کرتے تو اپنے خاندان کو پرمیشور کی کروپی کا نشانہ بنا لیتے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

جیسے دیگر معاندین نے کیا۔ اور کرالیا۔ ممکن ہے کہ لالہ جی قوم سے خائف ہوں۔ یا بقول بعض اصحاب اپنے پیارے بیٹے لالہ داتارام جی سکرٹری آریہ سماج سے ڈرتے ہوں۔ مگر میں باور نہیں کرسکتا۔ کہ ان کی زندگی اور رزق کا دار و مدار ہندو قوم یا اپنے بیٹے کی کمائی پر منحصر ہے سچی گواہی کے دینے میں کوئی بھی حرج نہیں بلکہ بہادری اور حقیقی صاف گوئی اور دیانت اور امانت اور ایمانداری کا اعلیٰ نمونہ ہے۔ لالہ داتارام جی انکار کرتے ہیں۔ مگر یہ معذور ہیں۔ کیونکہ آپ تو اس زمانہ میں پیدا بھی نہیں ہوئے تھے۔ جبکہ ان کے والد لالہ ملاوامل جی مرض دق میں مبتلا ہو کر حضرت کرشنؑ قادیانی اوتار کی دعا سے شفایاب ہو گئے تھے۔ ان کی یہ مہربانی ہوگی۔ کہ لالہ صاحب اپنے پتا سے سچی گواہی کا اعلان کرائیں۔ مگر حلفیہ بیان ہو۔

قسم کے الفاظ حسب ذیل مشتہر اخبارات ہوں

"میں لالہ ملاوامل حکیم والد لالہ داتارام جی قسم کھا کر اور لالہ داتارام کے سر پہ ہاتھ رکھ کر غلیظ قسم کھا کر کہتا ہوں۔ کہ نہ میں نے حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی مسیح موعودؑ و کرشنؑ اوتار کا کوئی نشان دیکھا اور نہ کوئی پیشگوئی قبل از وقوع ان سے سنی اور نہ کوئی نشان پورا ہوتے دیکھا۔ اور اگر میں اپنے اس بیان میں سراسر جھوٹا ہوں۔ اور حق پوشی ہوں تو خدائے قہار مجھے اور میری اولاد کو سال کے اندر اندر تباہ و برباد کر دے۔ آمین ولعنۃ اللہ علی الکاذبین ہے پر میشور تو ایسا ہی کرا اور یہ کہ مرزا صاحب مفتری اور کذاب تھے اور مجھ صادق کے سامنے ان کی آل اولاد پر تباہی ڈالے۔ جس کی دنیا گواہ رہے تاکہ آنے والی نسلوں کے لئے راہ ہدایت صاف ہو جائے۔"

واضح ہو کہ قریباً دو صد عظیم الشان نشانات براہین احمدیہ حصہ چہارم میں مندرج ہیں۔ جس کا لالہ جی کو علم ہے۔ یا ان کے مطالعہ میں وہ نشانات اور پیشگوئیاں آچکی ہیں۔ مگر چند نشانات تو ان کی ذات والا صفات سے تعلق رکھتے ہیں۔ جس کا انہیں ذاتی علم الیقین اور ذاتی تجربہ بھی ہے جو بطور نمونہ مشتے از خروارے ہدیہ ناظرین کئے جاتے ہیں۔

(۱) ایک مرتبہ لالہ ملاوامل جی مرض دق میں مبتلا ہوئے۔ اور رو کر حضرت مسیح موعودؑ سے صحت کیلئے دعا کرائی۔ اور حضرت اقدس کو الہام ہوا قلنا یا نار کونی بردًا و سلامًا یعنے اے تپ کی آگ ٹھنڈی ہو جا۔ چنانچہ یہ الہام لالہ جی کو سنایا گیا۔ اور کچھ عرصہ کے بعد وہ راضی ہو گئے۔ اور اب تک تندرست ہیں۔

(۲) لالہ صاحب کو بتایا گیا۔ کہ شنبہ کے روز آفتاب کے غروب کے بعد حضرت صاحب کے والد فوت ہو جائیں گے۔ اور یہ کہ انہیں کچھ غم نہیں کرنا چاہیئے۔ کیونکہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں انکا متکفل ہوں۔ اور ان کی ساری حاجات پوری کرنے کیلئے میں کافی ہوں گا۔ چنانچہ اس کے متعلق الہام الیس اللہ بکاف عبدہ ہوا اور مہر پر کھدوانے کے لئے لالہ ملاوامل صاحب موصوف کو ہی امرتسر بھیجا گیا۔ اس کے بعد جو اللہ تعالےٰ نے حضرت کی جو حاجات پوری کیں۔ اس کے نہ صرف لالہ صاحب بلکہ ہزارہا اہل قادیان و نواح گواہ ہیں۔

(۳) براہین احمدیہ مطبوعہ ۱۸۸۴ء میں الہام ہے "یاتون من کل فج عمیق و یاتیک من کل فج عمیق یعنی بکثرت لوگ تیرے پاس آئینگے۔ اور بکثرت تحفہ تحائف تیرے پاس لاوینگے۔ اس الہام کے وقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پاس چند افراد کے سوا اور کوئی نہ ہوتا تھا۔ مگر بعد میں لاکھوں انسان پروانوں کی طرح آپؑ پر قربان ہو گئے۔

اب ہم لالہ ملاوامل جی آریہ سے بصد منت ملتجی ہیں۔ کہ وہ سچی گواہی کو نہ چھپائیں۔ اور قوم کی خاطر اپنے دین و ایمان پر پانی نہ پھیریں۔ آخر دنیا چند روز ہے۔ اور پھر خدا تعالیٰ سے واسطہ پڑے گا۔ ہم یہ نہیں کہتے کہ آپ اپنا دین و دھرم چھوڑ دیں۔ صرف اتنا کہلانا چاہتے ہیں۔ کہ آیا یہ واقعات جو آپ کی یا دو علم میں وقوع پذیر ہوئے وہ سچے یا بناوٹی؟ ممکن ہے کہ لالہ صاحب مولوی ثناء اللہ صاحب کی طرح بغیر قسم مؤکد بعذاب انکاری ہوں۔ مگر ہم للکار کر چیلنج دیتے ہیں۔ کہ مذکورہ بالا الفاظ سے قسم کھا کر حضرت مسیح موعودؑ سے انکاری نہیں ہو سکیں گے۔ اور اگر قسم کھا کر انکار کریں گے۔ تو خدا ایک قہری نشان دکھائیگا۔ جس سے خدائی نشانوں کی ایسی تصدیق ہوگی۔ جیسے پنڈت لیکھرام کی موت سے خدا کے نشان کی تصدیق ہوئی تھی۔ باوجود ایسے غیرت انگیز الفاظ کے اگر لالہ جی نے قسم کھا کر اقرار نہ کیا تب ساری دنیا گواہ رہے گی۔ کہ لالہ صاحب حق پوش ہو کر سچائی سے نہیں بلکہ قوم سے محبت رکھتے ہیں۔ اور خدا سے نہیں بلکہ قوم سے ترساں و لرزاں ہیں۔

میرے روبرو اور مولوی علی محمدؐ صاحب فاضل اجمیری کے سامنے لالہ ملاوامل جی نے نشانات متذکرہ بالا کا اقرار کیا (عبدالاحد مولوی فاضل مدرسہ احمدیہ قادیان)

آریہ صاحبان قادیان و دیگر اہل ہنود قادیان و سکھ صاحبان قادیان

چونکہ آپ صاحبان نے ملاحظہ کر لیا ہے۔ یا اب چند روز تک لالہ ملاوامل جی سے پوچھ یا چھ لیں گے کہ کیونکر لالہ صاحب سچی گواہی سے کراتے ہیں۔ اور حق پوشی میں کونسا ہیں اگر اب بھی لالہ جی نے مذکورہ بالا الفاظ میں قسم نہ اٹھائی تو آپ آئندہ نسلوں کیلئے اس امر کے عینی گواہ کی طرح ہونگے۔ لالہ جی نے حضرت مسیح موعودؑ کے صدہا نشانات اور معجزات دیکھے اور سنے مگر ان کی تصدیق کرنے سے دانستہ احتراز کرتے رہے۔ اور اب آپ لالہ ملاوامل کے قائم مقام ہونیکی صورت میں آئندہ نسلوں کیلئے بطور گواہاں کے ہونگے۔ اور آئندہ کوئی ہندو یا آریہ اس بات کا انکار نہیں کر سکے گا۔ کہ مرزا صاحب نے صدہا بلکہ ہزارہا نشانات انہیں دکھائے جن پر ایمان لانے سے مکتی کا دار و مدار ہے۔ (ماسٹر) عبدالرحمٰن بی اے سابق مہر سنگھ)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

تعلیم یافتہ نوجوان کے آنسو

ایک طالب علم نہایت محنت سے ۱۰ سال تک سکول میں تعلیم حاصل کرتا ہے۔ اور جب تک سکول میں پڑھتا رہتا ہے۔ اس کا دل اُمنگوں سے بھرا ہوا ہوتا ہے۔ اور وہ سمجھتا ہے کہ اس محنت شاقہ کے بعد وہ ایک باعزت زندگی بسر کرنیکے قابل ہو جائے گا۔ حتےٰ کہ میٹرک پاس کرنے کے لئے رات کے بارہ بارہ بجے تک محنت کرتا ہے۔ فزک۔ کیمسٹری۔ جومیٹری۔ الجبرا کے ہزاروں فقرات (فارمولا) حفظ کرتا ہے۔ لیکن ہائے افسوس میں کن الفاظ میں اُس دُکھ اور درد کو بیان کروں۔ جو میٹرک پاس کرنے کے بعد اُس طالب علم پر مانند بجلی کے گرتا ہے۔ وہ بوجہ اُس کے کہ سکول میں اُسکو کوئی دستکاری نہیں سکھائی گئی۔ وہ کوئی اپنا کام کرنیکے لائق نہیں رہتا۔ وہ بوجہ اس کے کہ اُس کو ایسے ماحول میں پڑھایا گیا۔ جہاں دستکاری کے متعلق کوئی دلچسپی پیدا نہیں کیجاتی تھی۔ اُس نے ہر ایک کام کو اپنی عزت و شان کے برخلاف سمجھا۔ پھر سروس کیلئے سینکڑوں دفاتر کی خاک چھانتا ہے۔ لیکن جہاں جہاں بھی گورنمنٹ سروس کے لئے جگہ ہوتی ہیں وہاں کوشش کرتا ہے۔ کسی جگہ ایک روپیہ سے درخواست فارم خریدتا ہے۔ تو کسی جگہ پندرہ روپے فیس امتحان مقابلہ ادا کرتا ہے۔ لیکن ہائے قسمت جہاں ۱۵ جگہیں نکلتی ہیں۔ وہاں ننانوے امیدوار جن میں بی۔ اے تک ہوتے ہیں۔ آ کھڑے ہوتے ہیں۔ پس اس طرح بے شک بعض ڈیپارٹمنٹ ۱۵۰۰۰ روپے حاصل کرنے میں کامیاب ہو جاتے ہیں۔ لیکن وہ بیچارے تعلیم یافتہ نوجوان آنسو بہاتے اور سرد آہیں بھرتے گھر کو لوٹ آتے ہیں۔ پھر دستکاری سکھانے والے کالج از قسم میکلیگن انجینیرنگ کالج مغلپورہ وغیرہ میں داخلہ کے لئے کوشش کی جاتی ہے۔ لیکن وہاں بھی معقول فیس امتحان مثلاً آٹھ روپے تک ادا کرنی پڑتی ہے۔ وہاں بھی تھوڑے امیدوار آتے ہیں۔ اس طرح سے بے شک میکلیگن انجینیرنگ کالج والوں نے ۸۰۰۰ روپیہ جمع کر لیا ہے۔ لیکن سوائے بیس طالبعلموں کے باقی سب مایوس واپس آتے ہیں۔ اور اپنی قسمت اور اپنے مستقبل پر آنسو بہاتے ہیں۔ کہ ہائے افسوس اُس تعلیم پر جس نے ہم کو ایسا نکما بنا دیا۔ کہ آج ہم اپنا پیٹ پالنے کے لئے در در کے دھکے کھا رہے ہیں۔ لیکن کون ہے جو ان کی آہوں اور ان کے درد کا احساس کرے۔ ایسے تعلیم یافتہ نوجوان بازاروں میں گذرتے ہوئے ترکھانوں لوہاروں رنگریزوں وغیرہ کو دیکھتے ہیں۔ اور دل ہی دل میں سوچتے ہیں۔ کہ یہ باوجود اَن پڑھ ہونے کے ایک دو روپیہ ہر روز کما لیتے ہیں۔ لیکن ہم نے باوجود اس کے کہ ۱۰ سال محنت کی آج ہمیں کوئی ۱۵ روپے ماہوار پر بھی رکھنے کے لئے تیار نہیں۔

یہ مختصر نتیجہ ہے اُس تعلیم کا جو پنجاب یونیورسٹی میں دیجاتی ہے۔ یہ نتیجہ ہے اُس تعلیم کا جس کو حاصل کرنے کے لئے ۱۰ سال زندگی کے جو بہترین سال ہوتے ہیں۔ ضائع ہو جاتے ہیں۔ یہ دردناک اور افسوسناک ہائے دل کو ہلا دینے والا نتیجہ ہے اُس تعلیم کا جس کو حاصل کرنے کے لئے ایک طالب علم اپنی بہت سی دماغی طاقت خرچ کر دیتا ہے۔

اس کا بہترین حل!

میرے خیال میں اس کا بہترین حل یہ ہے۔ کہ ہر ایک سکول میں دست کاری کی ایسی تعلیم دی جائے جس سے ایک طالب علم فارغ التعلیم ہونے کے بعد اپنا کام کر سکے۔ اس کو ایسی اشیاء بنانے کی تراکیب سکھائی جائیں۔ جن کے لئے ہندوستان کو غیر ممالک کا محتاج رہنا پڑتا ہے۔ کیا گورنمنٹ نہیں دیکھتی۔ کہ جاپان۔ و جرمنی کتنے ہزار قسم کی اشیاء بھیج کر کروڑوں روپیہ حاصل کر کے امیر و کبیر بن رہے ہیں۔ اور دوسری طرف ہندوستانی اُسی رفتار سے غریب بن رہے ہیں۔ اگر اس کے دل میں رحم ہے اور اگر چاہتی ہے۔ کہ ہندوستانی بھی آرام سے زندگی بسر کریں۔ تو کیوں طالب علموں کو ان اشیاء کے بنانے کی دست کاری وغیرہ نہیں سکھائی جاتیں۔

مَیں امید کرتا ہوں۔ کہ دوسرے اہل قلم احباب بھی اس موضوع پر مزید روشنی ڈالیں گے ؛

(خاکسار۔ عطاء اللہ احمدی میرپور خاص سندھ)

انعامی معمّہ

میں ایک پانچ حرفی نام ہوں

(۱) اگر میرے دوسرے حرف کے بعد ر زیادہ کر دی جائے اور اس کے آگے تیسرا یا پہلا حرف لگا دیا جائے تو وہ احاطہ کے معنے دیتا ہے۔

(۲) اگر میرے چوتھے یا پانچویں حرف کے بعد الف بڑھا کر پھر پانچواں حرف لگا دیا جائے تو محبت کے معنے دیتا ہے۔

(۳) اگر میرے چوتھے حرف کے بعد الف بڑھا دیا جائے اور اس کے آگے تیسرا حرف لگا دیا جائے تو قرض کے معنے دیتا ہے۔

(۴) اگر میرے چوتھے حرف کے بعد الف اور س بڑھا دی جائے اور اس کے آگے پانچواں حرف لگانے سے قاصد کے معنے بن جاتے ہیں۔

(۵) اگر میرے دوسرے تیسرے حرف کے بعد الف اور ر بڑھا دیا جائے تو ایک نہایت ہی کار آمد جانور کا نام بن جاتا ہے۔

(۶) اگر میرے چوتھے دوسرے اور پہلے حرف کو ملا دیا جائے تو دماغ کی ایک ایسی قوت کا نام بن جاتا ہے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

جو ہمیشہ شکوک پیدا کرتی رہتی ہے۔
بتلائیے کہ میرا کیا نام ہے۔

نوٹ۔ معمہ کا صرف جواب دینا ہی کافی نہ ہوگا۔ بلکہ جیسا کہ اس کے چھ حصے کئے گئے ہیں۔ اس لئے جب تک ہر حصے کا جواب لغت کے حوالے کے ساتھ نہ آئے قابل قبول نہیں ہو سکتا۔

جواب کے ساتھ چار آنے کے ٹکٹ آنے ضروری ہیں۔ صحیح حل کرنے والے کو ایک نہایت ہی خوبصورت انگریزی قلم دیا جائے گا۔ سب سے پہلے اور صحیح جواب دینے والے کا نام خاص طور پہ مدنظر رکھا جائے گا۔

ایک سے زیادہ صحیح حل ہونے کی صورت میں انعام بذریعہ قرعہ اندازی ہوگا۔ آخری تاریخ ۲۷ر اگست ہے۔ اس کے بعد کوئی جواب قبول نہیں کیا جائے گا۔ خواہ وہ درست ہی کیوں نہ ہو۔

اپنا نام اور پتہ خوشخط ہونا چاہیئے۔

تمام خطوط ذیل کے پتے پر آنے ضروری ہیں:

خاکسار

(چودھری محمد یعقوب کوکب محلہ دارالرحمت قادیان)

سیر اخبارات

احرار اور اتحاد ملت

سچا کون ہے؟

آجکل احراریوں اور اتحاد ملتیوں میں خوب بم چل رہی ہے ہر جماعت دوسری کو غدار ملت فروش اور بے ایمان ثابت کرنے کی کوشش کر رہی ہے۔ مولانا ظفر علی خان کا اخبار "زمیندار" احرار کی دھجیاں فضائے آسمان پر بکھیرنے کی کوشش میں ہمہ تن مصروف ہے احرار نے چونکہ اپنا اخبار بند کر دیا ہے۔ اس لئے "نیرنگ" انکے پروپاگنڈہ کے لئے مولانا ظفر علی خان اور ان کے حواریوں کی پگڑی اچھالنے میں کوشاں ہیں۔

قوم کی بدقسمتی سے خود غرض لیڈروں نے اپنی اغراض کے ماتحت نوجوانانِ قوم کو مشتعل کرنا اپنا مذہبی فرض سمجھ لیا ہے۔ جس کا نتیجہ یہ ہو رہا ہے۔ کہ ان کے ہاتھوں کسی کی عزت محفوظ نہیں۔ احرار کا جلسہ ہو تو نیلی پوش بلائے بے درماں بن کر نازل ہو جاتے ہیں اور ان کی تواضع کے لئے گالی۔ جوتی۔ لاٹھی وغیرہ سے بھی پرہیز نہیں کیا جاتا۔ اس طرح اتحاد ملت کے جلسہ میں احراری ان چیزوں کے علاوہ کسی کی پتلون پھاڑنے۔ ہار توڑنے سے بھی دریغ نہیں کرتے۔

اس قسم کے ہزاروں واقعات ہیں۔ جو پبلک نے مسلمانوں کے جلسے میں دیکھے۔ مظہر علی کی شلوار پھٹنے مولانا ظفر علی کے ہار ٹوٹنے چودھری افضل حق پر کول تار پھینکنے۔ یعسوب الحسن کی پتلون اور قرشی کا کرتہ پھٹنے اس کے علاوہ عام طور پر باکٹنگ (مکہ بازی) کے مظاہروں کی یاد ابھی لوگوں کے دلوں میں موجود ہے۔

اس کے بعد دوسری صورت احراری پروپاگنڈہ کی ہے۔ احرار کا جلسہ ہو تو "زمیندار" میں اس جلسہ کی ناکامی اور فرومائگی پر بغلیں بجائی جاتی ہیں۔ اتحاد ملت کا جلسہ ہو تو احرار کا نفس ناطقہ اس کی ناکامی کی داستانیں مزے لے لے کر بیان کرتا ہے۔ جس کے باعث ایک سادہ مسلمان کے لئے ان میں سے ایک پر یقین کرنا مشکل ہو جاتا ہے۔ راولپنڈی اتحاد ملتیوں کا مرکز تھا۔ مظہر علی اظہر وہاں پہونچے۔ اتحاد ملتیوں نے مشہور کر دیا۔ کہ احرار کا جلسہ نہیں ہو سکا۔ اور مظہر علی صاحب چند دن تک کسی ڈبے میں گھسے رہے۔ کبھی کبھی باریک آواز میں مکڑا دل کوں کی صدا لگا دیتے تھے۔ اس کے تین دن بعد احراریوں نے اخبارات کو اطلاع دی۔ کہ احرار کا بڑا کامیاب جلسہ راولپنڈی میں ہوا۔ اشرار کی تمام کوششیں ناکام ثابت ہوئیں۔ مولانا ظفر علی خان اگرچہ وہاں پہنچے تھے۔ لیکن وہ ایک مکان میں کونہ میں دبکے پڑے رہے۔ اور باہر آنے کی جرأت نہ ہوئی۔

اسی طرح جہلم کے جلسہ کی روئداد "زمیندار" میں شائع ہوئی ہے۔ وہ نہایت ولولہ انگیز ہے۔ اور خدا جانے "لال پٹھان" نے اس میں کس قدر غلط بیانی سے کام لیا ہے۔ دوسری طرف احرار کا بیان ہے۔ کہ مولانا صاحب جہلم میں تشریف لائے اور جلسہ کا انتظام کیا۔ لال پٹھان بھی ساتھ تھا۔ مولانا نے بہت کوشش کی۔ کہ تقریر کر دی جائے۔ لیکن نوجوانوں نے بھی تہیہ کر لیا۔ کہ تقریر ہرگز نہ ہونے دینگے۔ چنانچہ مولانا تقریر نہ کر سکے۔ اور سچ تو یہ ہے کہ وہاں مسلم نیوز سروس کا کوئی نمائندہ نہ تھا۔ جس کو آپ اپنی تقریر لکھا دیتے۔

ان متضاد اور افتراق انگیز بیانات کے بعد ایک سچے مسلمان کے لئے یہ اندازہ کرنا مشکل ہے کہ وہ کس کو سچا خیال کرے۔ احرار کو یا اتحاد ملت کو۔ لیکن اگر حقیقتاً دیکھا جائے۔ تو دونوں قوم کے لئے عذاب کا باعث بن رہے ہیں۔ کونسلوں میں جانے کے لئے قوم کے ٹکڑے ٹکڑے کر رہے ہیں۔ ہر ایک مقرر اپنی آتش بیانی اور ہر اخبار اپنی ڈپلومیسی کے جوہر دکھانے پر تلا ہوا ہے۔ ان کی بلا سے قوم جائے بھاڑ میں ان کو اپنے لئے کونسلوں میں نشست حاصل کرنا مقصود ہے۔ ہمیں تو افسوس صرف یہ ہے۔ کہ کونسلوں کے شوق میں یہ لوگ قوم میں منافرت کی ایک خلیج وسیع کر رہے ہیں۔ جو ممکن ہے۔ ان کے لئے وقتی طور پر سودمند ثابت ہو۔ لیکن من حیث القوم

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ان کے خوفناک اور تباہ کن نتائج بہت دور رس ہوں گے۔ یا تو اللہ تعالیٰ ان لیڈروں کو ہدایت دے اور قوم کو فنا کرنے والے نہ ہوں۔ یا اللہ کریم مسلمانوں کو عقل دے اور وہ ان لوگوں سے بچیں۔ اور دوست و دشمن میں تمیز کر سکیں (سیاست مورخہ ۹ر جولائی سنہ ۳۶ء)

"مولوی بوکا"[1]

بوقت امتحان جس نے دیا اسلام کو دھوکا
وہ ننگِ آدمیت ہے ہمارا مولوی بوکا

مسلمانوں کی امیدوں کا جسنے خون کر ڈالا
چلانا چاہیئے اس پر مقدمہ تین سو دو کا

کمینوں کی طرح دشنام گوئی پر اتر آیا
کسی حق گو نے جھوٹی بات پر جس دم اسے ٹوکا

جو سُن پائے کبھی پنجاب کے اس رند کی باتیں
یقیناً بھول جائے چوکڑی کشمیر کا کوکا

ذرا اس کو مجاہد کہنے والے غور فرمائیں
کہ وہ اپنی روش سے آج ثابت ہو گیا پھوکا

مسلمانوں میں فرقہ بندیوں کی ہے بنا ڈالی
نہ اس عیار ظالم کو کسی نے آج تک روکا

یہ بنتا خالق الجذبات اپنے منہ سے ہے ناداں
زمانہ بھر میں یہ شائق بنا پھرتا رہا شوکا

سیاست اور مذہب کی وہ اہمیت کو کیا جانے
کہ جس کی عرفیت مشہور دنیا بھر میں ہو بوکا

دکھاتا پھر رہا ہے مجلس احرار کو چوٹیں
جکڑ کر قافیوں میں قنبر سرکوب نے ٹھوکا

(سیاست)

اپنوں کی بیگانگی!

شانتی نیکتان ۲۰ر مئی

نانکن سے جو انجمن تہذیب چین و ہند کا مرکز ہے وشوا بھارتی کو آٹھ ہزار کتابوں کے پارسل وصول ہوئے ہیں۔ جو فلسفہ ادب۔ اصول قانون۔ فن حرب زراعت۔ صنعت و حرفت۔ طب۔ حیانیات۔ حیوانیات وغیرہ پر ہیں۔ اور ان کے علاوہ مذاہب چین پر بھی مستند ترین تصانیف ہیں۔ یہ کتابیں چین کے مختلف علمی و تہذیبی اداروں کی طرف سے عطیات ہیں وشوا بھارتی لائبریری میں ایک مخصوص شعبہ چین سے متعلق قائم ہوگا۔ اور وہیں یہ رکھی جائیں گی۔ ان کے لئے ایک چینی ہال ۳ ہزار کی لاگت سے تعمیر ہوگا۔ اور اس کے مصارف وہی انجمن تہذیب چین و ہند اٹھائیگی۔ انجمن مذکور کے ناظم اعلیٰ پروفیسر ٹین ین خن بھی جون کے پہلے ہفتہ میں یہاں اپنی انجمن کے مقاصد کی تکمیل و توسیع کے لئے پہنچ رہے ہیں۔

ٹیگور کی شانتی نیکتان سے ہر شخص واقف ہے۔ یہ وہ کہ وہاں کا ہے۔ سنتے ہیں کہ اسی ہندوستان میں مسلمانوں کے بھی ایک نہیں۔ کئی کئی تعلیمی ادارے۔ ملی اور ساری دنیائے اسلام کے لئے مرکزی حیثیت رکھنے والے ہیں۔ علی گڑھ ہے۔ دار العلوم دیوبند ہے۔ دار العلوم ندوہ ہے۔ ان بیچاروں کی قسمت میں بھی ایسی دولتیں کبھی آتی ہیں؟ چین اور ہندوستان میں آخر مناسبت کیا؟ نہ زبان ایک۔ نہ مذہب ایک نہ کلچر (تہذیب) ایک۔ اس پر بھی برتاؤ اس بیگانگت کا ہو رہا ہے۔ برخلاف اس کے اسلامی ہند اور مصر۔ شام۔ فلسطین۔ افغانستان۔ ٹرکی۔ حجاز۔ عراق۔ ایران۔ مراقش وغیرہ عالم اسلامی کے درمیان کتنی چیزیں مشترک ہیں۔ قبلہ ایک۔ کلمہ ایک۔ کتاب ایک۔ مذہبی زبان ایک۔ اس کے باوجود بیگانگی اور یہ اجنبیت کہ گویا ایک دوسرے سے تعلق ہی نہیں (صدق ۱۱ر جون سنہ ۳۶ء)

ضرورت ملازمین

(۱) ڈویژنل سپرنٹنڈنٹ مارتھ ویسٹرن ریلوے کو ۳۲ لکھے پڑھے کلیزوں (انجن کی صفائی کرنے والے) کی ضرورت ہے۔ جو انگریزی لکھ پڑھ سکیں۔ عمر ۱۷ تا ۲۵ سال کے اندر ہو۔ درخواستیں اپنے ہاتھ سے پُر کر کے ۲۵ر جولائی سے پہلے بھیجدی جائیں۔ لفافہ پر انگریزی میں یہ لکھنا چاہیئے۔ کہ درخواست برائے تعلیم یافتہ کلینر ذیل کی تفصیل درخواست میں دی جائے۔ تنخواہ گریڈ ۱۵ روپیہ ماہوار سے ۱۹ روپیہ ماہوار تک۔

(۱) نام ..... ولد ..... مذہب .....
(۲) تاریخ پیدائش .....
(۳) تعلیمی لیاقت
(۴) نام و عہدہ والد اور قریبی رشتہ دار کا جو ریلوے میں ملازم ہو۔
(۵) کھیلیں جو امیدوار کھیلنی جانتا ہے .....
(۶) دیگر خاص قابلیت ..... پورا نام و دستخط۔

---

(۲) رجسٹرار صاحب کوآپریٹو سوسائٹیز پنجاب لاہور کو انسپکٹروں کی ضرورت ہے۔ تنخواہ ایک صد روپیہ ماہوار سے اڑھائی صد روپیہ ماہوار تک جس میں پندرہ فی صدی کی کمی گورنمنٹ کی منظوری پر ہوگی۔ پندرہ ماہ تک منظور شدہ امیدوار کو کام سیکھنا ہوگا۔ جس عرصہ میں سب انسپکٹر کی تنخواہ پچاس روپیہ۔ جس میں پندرہ فی صدی کمی ہوگی۔ ملا کرے گی۔ صرف پنجاب کے رہنے والے درخواست کر سکتے ہیں۔ جو اکنامک کے گریجویٹ یا لائل پور کے زراعتی کالج کے گریجویٹ ہوں۔ زمینداروں کو ترجیح دی جائیگی۔ عرضیاں معہ کالج کی سندات کی نقول کے ۳۰ر جولائی سے پہلے پہلے بھیجدی جائیں۔ درخواستوں کے فارم اپنے پتہ کا لفافہ رجسٹرار صاحب کو بھیجنے پر مفت مل سکتے ہیں۔

---

(۳) سنٹرل سٹینڈرڈ آفس ریلوے شملہ کو ایک جونیئر تجربہ کار نقشہ نویس کی ضرورت ہے۔ جو ری انفورسڈ کنکریٹ۔ پلوں کے نقشے و تخمینے تیار کر سکتا ہو۔ تنخواہ کا گریڈ ۸۰-۴-۱۲۰-۵-۱۸۰ روپیہ ماہوار نیا گریڈ اور ۱۰۰-۸-۲۶۰ روپیہ پرانا گریڈ۔ گورنمنٹ کے ملازم بھی درخواست کر سکتے ہیں۔ اور ان میں سے

---

[1] حبیب الرحمٰن لدھیانوی احراری لیڈر کا عرف عام ہے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

جو پندرہ جولائی ۱۹۳۱ء سے پہلے کا ملازم ہوگا۔ اسے پرانا گریڈ تنخواہ کا ملے گا۔

خدا کا مسیح غیروں کی نظر میں

اخبار یونین گزٹ بریلی کا ایڈیٹر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وفات پر حسب ذیل نوٹ لکھ کر اپنی شرافت کا اظہار کرتا ہے:۔

"مرزا صاحب کی وہ اعلےٰ خدمات جو انہوں نے آریاؤں اور عیسائیوں کے مقابلہ میں اسلام کی کی ہیں واقعی بہت ہی تعریف کی مستحق ہیں۔ مرزا صاحب نے مناظرے کا بالکل رنگ بدل دیا تھا۔ اور ایک جدید لٹریچر کی بنیاد ہندوستان میں قائم کر دی نہ بحیثیت ایک مسلمان ہونے کے۔ بلکہ ایک محقق ہونے کے ہم اس بات کا اعتراف کرتے ہیں۔ کہ کسی بڑے سے بڑے آریہ اور بڑے سے بڑے پادری کی یہ مجال نہ تھی۔ کہ وہ مرحوم کے مقابلہ میں زبان کھول سکتا۔ جو بے نظیر کتابیں آریوں اور عیسائیوں کے مذہب کے رد میں لکھی ہیں۔ اور جیسے دندان شکن جواب مخالفین اسلام کو دیئے ہیں۔ آج تک معقولیت سے ان کا جواب الجواب ہم نے تو کہیں نہیں دیکھا۔ سوائے اس کے کہ آریہ نہایت بدتہذیبی سے ان کے پیشوایانِ اسلام یا اصول اسلام کو گالیاں دیں اور کوئی معقول جواب نہ اب تک دیا اور نہ دے سکتے ہیں۔

اگرچہ مرحوم پنجابی تھے۔ مگر ان کے قلم میں اس قدر قوت تھی۔ کہ آج سارے پنجاب میں بلکہ بلندیٔ ہند میں اس قوت کا لکھنے والا نہ تھا۔ ایک پُرجذبہ اور قوی الفاظ کا انبار ان کے دماغ میں بھرا رہتا تھا۔ اور جب وہ لکھنے بیٹھتے تھے۔ تو چنے تلے الفاظ کی ایسی آمد ہوتی تھی۔ کہ بیان سے باہر ہے۔

اگرچہ مرحوم کے اردو علم ادب میں بعض بعض مقامات پر پنجابی رنگ اپنا جلوہ دکھا دیتا ہے تو بھی ان کا پرُ زور لٹریچر اپنی شان میں نرالا ہے۔ اور واقعی ان کی بعض عبارتیں پڑھنے سے ایک وجد کی حالت طاری ہو جاتی ہے۔ اور اردو علم ادب میں ترقی کرتے کرتے یہاں تک نوبت پہونچی۔ کہ سوائے خال خال مقام کے ان کا اردو لٹریچر شستہ اور پاک ہو گیا ہے۔

مرحوم نے اگرچہ باقاعدہ تعلیم عربی ادب میں اور صرف و نحو کی کہیں حاصل نہیں کی۔ تو بھی اپنی خداداد ذہانت اور طبیعت کی جودت سے اتنی قابلیت عربی میں پیدا کر لی۔ کہ وہ بے تکلف عربی لکھ سکتے تھے۔ اور عربی بولنے میں ان کو ذرا تامل نہیں ہوتا تھا۔

مرزا صاحب نے جو نمایاں ترقی اپنے قوت بازو سے حاصل کی اس کی نظیر ہندوستان میں بہت کم ملے گی۔ ان کے مریدوں میں عامی اور جاہل ہی لوگ نہیں ہیں۔ بلکہ قابل اور لائق گریجوایٹ یعنے بی۔ اے۔ ایم۔ اے اور بڑے بڑے فاضل مولوی بھی ہیں۔ موجودہ زمانہ کے ایک مذہبی پیشوا کے لئے یہ کچھ کم باعث فخر نہیں ہے۔ کہ قدیم و جدید تعلیم یافتہ ان کے مرید بن جاویں۔

مرزا صاحب ترقی کے انتہائی عروج پر پہنچ گئے تھے۔ اپنے ارادے کے پورے اور مستقل مزاج تھے۔ مرزا صاحبؑ کا ادنےٰ سے لے کر اعلےٰ تعلیم یافتہ مریدوں تک کچھ ایسا اثر تھا۔ کہ ان کی ہر حرکت ہر لفظ اور ان کے ہر دعویٰ پر آمنّا و صدقنا کی صدائیں ان کے مریدوں میں بلند ہوتی تھیں۔ ان ہی آوازوں سے ہر شخص یہ نتیجہ نکال سکتا ہے۔ کہ مرحوم کو اپنی زندگی میں خدا کی طرف سے کتنی کامیابی حاصل ہوئی تھی۔" (یونین گزٹ)

---

(۲) یہ بات ہر طرح ثابت ہے۔ کہ مرزا صاحب اپنی عادات میں سادہ اور فیاضانہ جذبات رکھتے تھے۔ ان کے اخلاق و جرأت جو انہوں نے اپنے مخالفین کی طرف سے سخت مخالفت اور ایذا رسانی کے مقابلہ میں دکھائی یقیناً قابل تحسین ہے۔ صرف ایک مقناطیسی جذب اور نہایت خوشگوار اخلاق رکھنے والا شخص ہے۔ ایسے لوگوں کی دوستی اور وفاداری حاصل کر سکتا تھا۔ جن میں سے کم سے کم دو نے افغانستان میں اپنے عقائد کی وجہ سے جان دیدی (اب افغانستان میں تین اور مصر میں ایک اور شہید ہو چکے ہیں ایڈیٹر) مگر مرزا صاحب کا دامن نہ چھوڑا۔ میں نے بعض پرانے احمدیوں سے ان کے احمدی ہونے کی وجہ دریافت کی۔ تو اکثر نے سب سے بڑی مرزا صاحب کے ذاتی اثر اور ان کے جذبات اور کھینچ لینے والی شخصیت کو پیش کیا۔

(پادری والٹر ایم۔ اے سکرٹری وائی۔ ایم۔ سی)

ایک اگلے بادشاہ کے گھرانے کی تصویر

ایک وسیع محل کے ایک کمرے میں بادشاہ سلامت نماز پڑھ رہے ہیں۔ نماز سے فارغ ہو کر قلم دوات لی۔ اور قرآن کریم لکھنے لگ گئے۔ بیگم سادہ اور معمولی لباس میں ملبوس باورچی خانہ میں آٹا گوندھ رہی ہے۔ اور پاس ہی چولھے پر دال پک رہی ہے جب دال پک چکی تو روٹیاں پکانی شروع کیں۔ اسی اثناء میں ہاتھ جل گیا۔ مگر کیا مجال جو اُف تک بھی کیا ہو۔ چپکے سے کپڑا بھگو کر ہاتھ پر باندھ لیا جب کھانا تیار ہو گیا۔ دونوں نے ملکر کھانا شروع کیا تو بیگم یوں گویا ہوئی۔

بیگم۔ حضور اگر ناراض نہ ہوں۔ تو ایک بات عرض کر دوں۔

بادشاہ سلامت۔ بسر و چشم۔

بیگم۔ آپ دیکھتے ہیں کہ آج میرا ہاتھ کیسی بری طرح جل گیا ہے۔ میں چاہتی ہوں کہ آپ مجھے ایک لونڈی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

خرید دیں۔ جو میرا ہاتھ بٹائے۔

بادشاہ سلامت۔ بیگم تمہیں معلوم نہیں کہ میری بسر اوقات صرف قرآن کریم کی کتابت پر ہے۔ جو اس قدر قلیل ہے۔ کہ مشکل سے گذارہ کرتا ہوں۔

بیگم۔ حضور معاف فرمائیں۔ مجھ سے غلطی ہوگئی۔ آیندہ آپ کبھی مجھ سے ایسی خواہش نہ سنیں گے۔

موجودہ دفتر کے کلرک کے گھرانے کی تصویر

مکان کے ایک کمرے میں جو کہ پر تکلف سازو سامان سے آراستہ ہے۔ عمدہ لباس میں ملبوس ایک عورت کرسی پر بیٹھی مطالعہ میں مصروف ہے جو کہ کوئی ناول معلوم ہوتا ہے۔ اتنے میں ملازم لڑکا گوشت اور سبزی لے کر آجاتا ہے۔ عورت اٹھتی ہے اور دو تین قسم کے کھانے تیار کرتی ہے۔ ایک بجے کے قریب میاں پسینہ میں شرابور گھر آتے ہیں۔ بیوی دسترخوان پر کھانا لگاتی ہے۔ ملازم لڑکا پنکھا جھلتا ہے۔ اور کھانے کے دوران میں حسب ذیل گفتگو دونوں میں ہوتی ہے۔

بیوی۔ ایک بات کہتی ہوں۔ وعدہ کرو پوری کروگے

میاں۔ اگر میرے بس کی بات ہوئی۔ تو کوشش کروں گا۔

بیوی۔ کوشش وشش نہیں تمہیں ضرور پورا کرنا ہوگا

میاں۔ اچھا کہو کیا کہتی ہو۔

بیوی۔ ہم کو ایک عورت ملازم رکھ دو۔

میاں۔ یہ لڑکا جو ہے۔

بیوی۔ لڑکا باہر کا کام کرتا ہے۔ عورت کھانا وغیرہ پکانے کے لئے کہہ رہی ہوں۔

میاں۔ تم جانتی ہو کہ میری تنخواہ بالکل تھوڑی ہے ہمیشہ کچھ نہ کچھ قرض سر پر رہتا ہے۔ اس حالت میں پانچ چھ روپے ماہوار کہاں سے مہیا کر سکتا ہوں۔

بیوی۔ بلا سے تنخواہ تھوڑی ہے ہم سے بھی اب چولھا نہ جھونکا جائے گا۔

میاں۔ اچھا تمہاری مرضی جو چاہو۔ مجھے کوئی عذر نہیں۔

(مصباح)

تختۂ دار شادی

دارسا کے ایک نوجوان لیبل نامی کے خلاف پولیٹڈ کے ایک منسٹر کے قتل میں حصہ لینے کا الزام تھا۔ مقدمہ چلا اور اس کو پھانسی کی سزا دی گئی۔ کہا جاتا ہے کہ لیبل شروع سے ہی انقلاب پسندانہ سرگرمیوں میں حصہ لیتا تھا۔ طالب علمی کے زمانہ میں اس کی ایک ہم عمر لڑکی سے محبت تھی۔ اور دونوں نے باہم حلف لیا ہوا تھا۔ کہ ہم بڑے ہوکر ایک دوسرے سے شادی کریں گے۔ عمر کے ساتھ ساتھ ان دونوں کی محبت بھی بڑھتی گئی۔ جب لیبل کو پھانسی کے حکم کے متعلق اس لڑکی کو خبر ملی۔ تو وہ جیلخانہ کے افسروں کے پاس ملتجی ہوئی۔ کہ ہمیں اپنا بچپن کا عہد و پیمان پورا کر لینے دیا جائے۔ اور ہماری شادی کر دیجائے ججوں کو رحم آگیا اور انہوں نے فیصلہ دیا کہ شادی کی رسومات ۱۵ منٹ میں ادا کر دی جائیں۔ چنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔ اور شادی ہو چکنے کے بعد دولہا اور دلھن کو دو منٹ اکیلے رہنے کے لئے دیئے گئے۔ چنانچہ انہوں نے اس دو منٹ کے وقفہ کو ہی حاصل زندگی سمجھا۔ اور دونوں دو منٹ کے لئے آخری ملاقات کی غرض سے تنہا چھوڑ دیئے گئے۔ وہ نظارہ بھی کس قدر رقت خیز ہوگا۔ پہلو میں رفیقۂ حیات اور آنکھوں کے سامنے تختۂ دار۔ وہ دونوں رو رہے تھے۔ اور تقدیر کی ستم ظریفی پر خون کے آنسو بہا رہے تھے۔ آخر دو منٹ ہوتے ہی کیا ہیں۔ گذرنے تھے گذر گئے۔ اور افسران جیل نے نوجوان لیبل کو اپنی بیوی سے ہمیشہ کے لئے جدا ہوکر موت کو لبیک کہنے کا حکم سنا دیا۔ آنسوؤں کے درمیان میاں بیوی جدا ہوئے۔ تمام حاضرین رو رہے تھے۔ ہر شخص جو وہاں موجود تھا۔ اس انجام زندگی سے متاثر ہو رہا تھا۔ لیبل کے لئے تختۂ دار پر چڑھنا ناگزیر تھا۔ دو منٹ کے سہاگ کے بعد بیوی بیوہ اور خاوند لقمۂ اجل ہوگیا۔

(مصباح)

یوم شہید گنج پر ہولی

"راقم الحروف نے عرض کیا تھا۔ کہ تحریک شہید گنج کچھ عرصہ کے بعد محرم کی صورت اختیار کریگی اور عشرہ محرم کی طرح مسلمان عشرۂ جولائی منایا کرینگے۔ لیکن آج معلوم ہوا ہے۔ کہ بعض حضرات اس تحریک کو ہولی بنانے کی فکر میں ہیں۔ چنانچہ ملتان میں جس انداز سے یوم شہید گنج منایا گیا۔ اس میں ہولی کا رنگ بہت نمایاں نظر آتا ہے۔ ملتان سے ایک صاحب لکھتے ہیں۔ کہ یہاں بڑی دھوم دھام سے "یوم شہید گنج" منایا گیا۔ بوہڑ دروازہ کے اندر چند نیلی پوش نیل کا ماٹ لئے کھڑے تھے۔ اور اس راستہ سے جو گذرتا تھا اس پر نہایت بے تکلفی سے رنگ پھینکا جاتا تھا بعض مسلمانوں نے انہیں اس "رنگین حرکت" سے روکا لیکن وہ کب کسی کی سنتے تھے؟ ہمیں اندیشہ ہے کہ کہیں مجلس احرار کے سرخپوش رضاکار بھی اس ہولی میں شریک نہ ہو جائیں۔ ایک طرف سے راہگیروں پر نیلا رنگ پھینکا جائے۔ دوسری جانب سے سرخ رنگ۔ ایک فریق کہے "نیلی پوش ہو جاؤ"۔ دوسرا کہے "سرخپوش ہو جاؤ"۔ اور پھر نیلے اور سرخ رنگ کی فضیلت کی بحث چھڑ جائے۔ ایک کہے نیلوفر اچھا ہے دوسرا کہے کہ گلاب سے نیلوفر کا کیا مقابلہ؟ ایک فریق نیل کنٹھ پیش کرے۔ دوسرا کاک سے سرخاب نکالے۔ ہمارے خیال میں اس جھگڑے کا فیصلہ کرنے کے لئے مولوی صبغۃ اللہ صاحب کو لکھنؤ سے بلوانا پڑے گا۔

(احسان لاہور)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

انگریزی پڑھانا جائز ہے

انگریزی علم چونکہ الحاد کی طرف لے جا رہا ہے

لہذا یہ حرام ہے۔ ہاں اسلام کے احکام کا واقف کار شخص جو تعلیم نصاریٰ سے متاثر نہ ہو۔ بغرض حصولِ معاش و رفع حاجت یا تبلیغ اسلام کیلئے انگریزی پڑھے تو جائز ہے۔ اگر احکام اسلامی سے واقفیت نہیں ہے اور محض انگریزی تعلیم میں مبتلاء ہے۔ تو یہ جائز نہیں ہے۔ کیونکہ نفع دنیا سے نفعِ آخرت کو مقدم جاننا ضروری ہے۔ (منتظم اہلحدیث روپڑ)

سوشل سروس کی آڑ میں بدکاری

ہندو استریوں کے اغوا کی وارداتیں اب عام ہو گئی ہیں۔ اور دنوں دن ایسے واقعات کی تعداد میں اضافہ ہو رہا ہے۔ بعض ہندو بھائی روپیہ کے لالچ میں اور سوشل سروس کی آڑ میں اپنی ماں بہنوں کی عزت اپنے ہاتھوں تباہ کر رہے ہیں۔ اور ایسے بھلا آشرم بڑے بڑے شہروں میں کھلے ہوئے ہیں جن کے دروازہ پر سوشل سروس کا بورڈ لگا ہوا ہے۔ لیکن وہ نیکی کی آڑ میں نہ صرف بدکاری کر رہے ہیں۔ بلکہ اپنی ماں بہنوں کی عزت اپنے ہاتھوں تباہ کر رہے ہیں۔

تازہ اطلاع ہے۔ کہ دہلی پولیس نے کئی ایک ایسے آشرموں سے پنجاب اور راجپوتانہ کی اغوا شدہ لڑکیوں کو برآمد کیا ہے۔ جن کو بدکاری کرنے پر مجبور کیا جاتا تھا۔ بلاشبہ ایسے دوہوا آشرم یا بھلا آشرم ہندو قوم کے لئے لعنت ہیں۔ اور ان کا سوشل سروس کی آڑ میں بدکاری کرنا ایک ایسی مذموم ترین حرکت ہے کہ جسے کسی صورت میں بھی معاف نہیں کیا جانا چاہیئے ؛

(پرکاش)

سر فضل حسین مرحوم اور آریہ اخبارات

(۱)

میاں صاحب مرحوم کی وفات پر آریہ اخبار پرکاش لاہور مورخہ ۱۹ر جولائی لکھتا ہے کہ

"میاں سر فضل حسین وزیر تعلیم پنجاب کا ۹ر جولائی کو انتقال ہو گیا۔ آپ کی موت سے پنجاب کا ایک مسلم نیتا اور قابل سیاست دان اٹھ گیا۔ ان کی شخصیت غیر معمولی تھی۔ ان کی سیاست دانی۔ قابلیت اور کاریہ کشلتا میں کسی کو شک نہ تھا۔ آپ گذشتہ ۱۸ سال سے پنجاب کی سیاسیات میں حصہ لیتے آئے تھے۔ تعلیم جیسے صیغہ میں آبادی کے تناسب سے ملازمتیں دینے کے آپ طرفدار رہے۔ اس وجہ سے ہندو ہمیشہ آپ کی اس ذہنیت کے خلاف رہے۔ لیکن آپ کی ذہانت اور قابلیت کا عام طور پر اعتراف کیا گیا۔

ہمیں آپ کی پالیسی سے کتنا ہی اختلاف کیوں نہ ہو۔ لیکن ہم بعض مسلم جماعتوں کا جو ان کے جنازہ کے ساتھ نہ گئیں اور نماز جنازہ میں شامل نہ ہوئیں اور کئی مسلم اخبارات جنہوں نے انتقال کی خبر شائع نہ کی طرز عمل اختیار نہیں کر سکتے۔ ہمیں آپ کے پسماندگان کے ساتھ دلی ہمدردی ہے۔

(۲)

آریہ گزٹ لاہور لکھتا ہے کہ

"جو خدمت سر فضل حسین نے مسلمان قوم کی کی ہے اس کی مثال ڈھونڈھنے سے بھی مشکل ملے گی ہم مرحوم کی جرأت اور دلیری کی داد دیئے بغیر نہیں رہ سکتے کہ وہ جو کام مسلمانوں کے لئے کروانا چاہتے تھے اسے زبردستی کرواتے تھے۔ اور گورنمنٹ کو اس کام کے سرانجام دینے کے لئے مجبور کر دیتے تھے۔

میاں صاحب سے ہمارے سینکڑوں اختلاف تھے۔ مگر ان کی وفات کے بعد ہم ان کی عیب جوئی نہ کرتے ہوئے صرف ان کی خوبیوں کو ہی ناظرین کے سامنے پیش کرنا چاہتے ہیں۔ کہ وہ لاکھ دوسروں کے لئے نقصان دہ تھے مگر اپنی قوم کی بہبودی کے لئے جو کام انہوں نے کیا ہے۔ وہ ایسا نہیں۔ کہ ہم ان کی تعریف نہ کریں۔

آپ جب وائسرائے کی ایگزیکٹو کونسل کے ممبر تھے۔ تب بھی آپ بیمار تھے۔ آپ کے متعلق ایک واقعہ شائع ہوا ہے۔ کہ آپ کی بیماری کی حالت کو دیکھ کر ڈاکٹر نے آپ سے فرمایا کہ خودکشی کیوں کر رہے ہو۔ لیکن فضل حسین نے فرمایا۔ کہ قوم پر جان دینے سے بہتر اور کونسی موت ہو سکتی ہے۔ ڈاکٹر صاحب آپ سے سخت ناراض ہوئے۔ جب ڈاکٹر سے اس غصہ کی وجہ پوچھی گئی۔ تو ڈاکٹر نے فرمایا۔ کہ یہ شخص (میاں صاحب) قوم پر اپنی جان دے رہا ہے۔ ایک پھیپھڑا رہ گیا ہے وہ بھی ماؤف اس وقت اس کو کامل آرام کی سخت ضرورت ہے۔ لیکن یہ شخص صبح ۶ بجے سے رات کے بارہ بجے تک مسلموں کے انباروں میں دبا رہتا ہے کوئی وقت کام سے خالی نہیں جاتا۔

ایسے محسن اور دھن کے لیڈر کا مسلمان لوگ جتنا بھی ماتم کریں کم ہے۔

(۳)

آریہ مسافر لاہور لکھتا ہے کہ

سر فضل حسین جس جوش۔ سرگرمی اور انہماک سے کام کرتے تھے۔ اسے دیکھنے سے کسی کو گمان تک نہ ہو سکتا تھا۔ کہ وہ عنقریب داعیٔ اجل کو لبیک کہنے والے ہیں۔ سر موصوف واقعی مسلمانوں میں ایک بڑے اونچے پایہ کے مدبر تھے۔

پنجاب کی پرسکون فضاء میں چھپن فی صدی کے نعرے آپ کے طفیل سے ہی سنائی دینے لگے تھے۔ ایسے بلند پایہ لیڈر کی ممتاز جگہ کا اور وہ بھی مسلمانوں میں پُر ہونا ناممکن نظر آتا ہے ؛